کیا اسلام کے سوا کوئی اور دین قابلِ قبول ہے؟

نصیر احمد قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے ہر زمانے میں اپنے برگزیدہ رسول اور نبی علیہم السلام بھیجے ہیں' جو انسانوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف رہنمائی کرتے رہے' اور انہیں اس کی وحدانیت کا درس دیتے رہے۔ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا مشترک درس و تعلیم اور مشترک مشن رہا ہے' جس کی تکمیل اور اختتام جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی رسول۔ اب اگر کسی نبی کی شریعت اور دین و مذہب قابل عمل ہے تو وہ صرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ تعلیمات ہیں۔ ان کے علاوہ تمام ادیان کی تعلیمات منسوخ ہیں' جس پر قرآن کریم کی متعدد آیات دلالت کرتی ہیں۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے انسانیت کو انبیائے سابقین کی مشترک تعلیم توحید کا درس دیا ہے' اس لیے دین اسلام اور ادیانِ سابقہ کے درمیان باہم مضبوط ربط و تعلق ہے۔

اسلام کے لغوی معنی

لفظ ''اسلام'' 'مادہ'' س ل م'' سے ہے۔ سلم کے مندرجہ ذیل معانی آتے ہیں: (۱) ظاہری و باطنی آلائشوں اور عیوب سے پاک ہونا' (۲) صلح و سلامتی (۳) اطاعت و فرمانبرداری۔ [۱] سَلْمٌ بسکون اللام اور سَلَمٌ بفتح اللام کے مفہوم' اسلام' استسلام' انقیاد' سپردگی' فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں۔ [۲]

اس لحاظ سے اسلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لائے ہوئے دین مشترک کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس لفظ سے مشتق صیغے کئی انبیاء سابقین نے استعمال کیے ہیں' چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ﴿وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾﴾ (یونس) ''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبردار لوگوں میں سے ہو جاؤں۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری موت اسلام پر ہی ہونی چاہیے' جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾﴾ (البقرۃ)

''اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی' کہ اے بیٹو' بیشک اللہ نے چُن کر دیا ہے تم کو دین' سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔''

پھر جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے استفسار فرمایا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

☆ ریسرچ سکالر' شعبہ دینیات' سنّی' علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ naseer.theology@gmail.com

﴿...... نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴿۱۳۳﴾﴾ (البقرہ)

''......ہم بندگی کریں گے آپ کے ربّ کی اور آپ کے آباء ابراہیمؑ' اسمٰعیل اور اسحٰق (علیہم السلام) کے ربّ کی' وہی ایک معبود ہے' اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں۔''

اسی طرح جب حضرت عیسٰیؑ نے حواریین سے سوال کیا کہ ﴿مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ﴾ ''کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟'' تو حواریین نے جواب دیا:

﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴿۵۲﴾﴾ (آل عمران)

''......ہم اللہ کے مددگار ہیں' ہم اللہ پر ایمان لائے' اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔''

لہٰذا اس عام معنی کے اعتبار سے ہر نبی و رسول کے زمانے میں جو لوگ ان پر ایمان لائے' اور ان کے لائے ہوئے احکام میں ان کی فرمانبرداری کی' وہ سب مسلمان اور مسلم کہلانے کے مستحق تھے' اور ان کا دین' دینِ اسلام تھا' جیسا کہ ابن کثیر ''اسلام'' کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وھو (الاسلام) اتباع الرّسل فیما بعثھم اللّٰہ به فی کل حین''(۳)

''اسلام ہر زمانے میں اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات کی اتباع کرنے کا نام ہے۔''

مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لفظ اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اصطلاح میں خاص اس دین کی اطاعت کا نام اسلام ہے' جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے' کیونکہ اصولِ دین تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں ایک ہی ہیں۔''(۴)

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ﴾ (الشوریٰ:۱۳)

''راہ ڈال دی تمہارے لیے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے آپ کی طرف اور جس کا حکم کیا تھا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو' یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ سے فرمایا کہ جس دین کو ہم نے حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے لیے مشروع کیا ہے' وہی دین ہم نے آپ ﷺ کے لیے بھی مشروع کیا ہے۔

اس دین کی تشریح مفسرین کرام نے توحیدِ الٰہی' اطاعتِ خداوندی اور اللہ کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لانے سے کی ہے' جیسا کہ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''وھو توحید اللّٰہ وطاعته' والایمان برسله وکتبه وبیوم الجزاء' وبسائر ما یکون الرّجل باقامته مسلما'' (۵)

''دین' اللہ کو ایک ماننے' اس کی اطاعت کرنے' اس کے رسولوں پر' اس کی کتابوں پر' قیامت کے دن پر اور ان تمام چیزوں پر ایمان لانے کا نام ہے کہ جس سے ایک آدمی مسلمان بن جائے۔''

مفتی محمد شفیع عثمانی فرماتے ہیں:

''مراد وہی دین ہے' جو سب انبیاء علیہم السلام میں مشترک چلا آ رہا ہے' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دینِ مشترک بین الانبیاء اصولِ عقائد' یعنی توحید' رسالت' آخرت پر ایمان اور اصولِ عبادات نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کی پابندی ہے' نیز چوری' ڈاکہ' زنا' جھوٹ فریب' دوسروں کو بلاوجہ شرعی ایذا دینے اور عہد شکنی کی حرمت ہے' جو سب ادیانِ سماویہ میں مشترک اور متفق علیہ چلے آئے ہیں''۔(۲)

ظاہر ہے کہ ادیانِ سابقہ اور دینِ اسلام' اصول وعقائد' ایمانیات واخلاقیات میں ایک دوسرے سے مختلف نہیں رہے ہیں۔ ہر مذہب میں ان کی جوہری تعلیمات موجود ہیں۔ ہر کتاب سرچشمہ ہدایت تھی' جس پر عمل پیرا ہو کر ہدایت کی راہ پر گامزن ہوا جا سکتا تھا' اور حاملین کتاب انبیاءِ کرام علیہم السلام ان ہی کتابوں کے مطابق فیصلے فرمایا کرتے تھے' جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۴﴾ (المائدۃ)

''ہم نے نازل کی تورات جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی' جو کہ مسلم تھے' اسی کے مطابق ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے' اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی' کیوں کہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا' اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس (ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ) تم لوگوں سے نہ ڈرو' بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں' وہی تو کافر ہیں۔''

اس کے بعد قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۶﴾

''اور پیچھے بھیجا ہم نے انہی کے نقشِ قدم پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو' تصدیق کرنے والا تورات کی' جو اس کے سامنے موجود تھی' اور اس کو دی ہم نے انجیل' جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور تصدیق کرتی تھی اپنے سے اگلی کتاب تورات کی' اور راہ بتلانے والی اور نصیحت تھی ڈرنے والوں کو۔''

پھر قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ﴾ (المائدۃ:۴۸)

''اور (اب اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ پر اتاری کتاب حق کے ساتھ' تصدیق کرنے والی اپنے سے پہلی کتابوں کی' اور ان کے مضامین پر نگہبان' سو آپ فیصلہ کریں ان کے مابین اس (قانون) کے موافق جو کہ

اتارا اللہ نے اور مت پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آ چکا ہے آپؐ کے پاس!''

ان تینوں آیاتِ کریمہ میں ہر ایک کتاب کے سرچشمہ ہدایت ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ کتاب کو اپنے معاملات میں ان ہی کتابوں کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا' جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ (المائدۃ)

''اور چاہیے کہ فیصلہ کریں انجیل والے موافق اس کے جو کہ نازل کیا ہے اللہ نے اس میں' اور جو لوگ فیصلے نہیں کرتے اللہ کے نازل کردہ قانون کے موافق سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔''

رسولِ اکرم ﷺ بھی اُن امور میں ان ہی کتابوں کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے جن کے بارے میں اُس وقت تک دینِ اسلام میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی ہوتی تھی' مگر قرآن کریم کے علاوہ چوں کہ دوسری کتابیں ان کے متبعین کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہ سکی ہیں' اور انہوں نے ان میں لفظی ومعنوی دونوں طرح کی تحریفات کر ڈالی ہیں' جن پر سے قرآن کریم نے پردہ اٹھایا ہے' اس لیے اب یہ کتابیں ناقابلِ اعتبار ہیں' البتہ ان کتابوں کے اصل مضامین کی محافظ ونگرانِ کتاب صرف قرآن کریم ہے' جس نے متعدد مقامات پر ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ اصل دین سب انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک ہی تھا' یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے جامع کمالات اور تمام نقائص سے پاک ہونے اور دل سے اُس کے سوا کسی کے لائق عبادت نہ ہونے پر ایمان لانا' اور زبان سے اس کا اقرار کرنا' اُس کے بھیجے ہوئے ہر نبی ورسول اور ان کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا' نیز اخلاقِ رذیلہ سے اجتناب کرنا' یہی سب انبیاء کرام علیہم السلام کا مشترک دین رہا ہے۔

اسلام کے اصطلاحی معنیٰ

لفظ ''اسلام'' کا خاص معنیٰ ومفہوم اس دین سے عبارت ہے' جو جناب رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوا ہے' جس نے پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے' اور جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اس معنیٰ کے اعتبار سے یہ لفظ صرف دینِ محمدی اور اُمتِ محمدیہ کے لیے مخصوص ہو جاتا ہے۔ اس خاص معنی پر قرآن کی متعدد آیات دلالت کرتی ہیں' چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ﴾ (المائدۃ:۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے' اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے' اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں مفسرین کرام نے لفظ ''اسلام'' سے خاص دینِ اسلام مراد لیا ہے' جیسا کہ امام قرطبی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"أی ورضيت اسلامكم الذی أنتم عليه اليوم دينا باقيا" (۷)

''یعنی میں تمہارے اس اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں کہ جس دین پر تم آج ہو اور جو باقی رہنے والا ہے۔''

ابوحیان اندلسی اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اخترته لكم من بين الأديان"۔ (۸)

''دینِ اسلام کو میں نے باقی ادیان میں سے تمہارے لیے پسند کیا ہے۔''

الغرض قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اسلام کی تشریح اس شریعتِ مطہرہ سے کی گئی ہے جس کا نزول جناب رسول اکرم ﷺ پر ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ میں بھی 'اسلام' کو اس خاص معنی ومفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ کتبِ احادیث میں ''حدیثِ جبریل'' کے نام سے ایک مشہور حدیث موجود ہے' اس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے پوچھا: اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے' اور نماز کو قائم کرے' زکوٰۃ ادا کرے' حج بیت اللہ کا فریضہ انجام دے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔''(۹)

ایک اور حدیث' کتب احادیث میں آتی ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے' اور وہ یہ ہیں:

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

(۲) نماز قائم کرنا۔

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔

(۴) حج بیت اللہ کا فریضہ انجام دینا۔

(۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (۱۰)

مذکورہ دونوں احادیث میں رسولِ اکرم ﷺ نے اسلام کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے' اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلام کا خاص معنیٰ ومفہوم مراد ہے۔

لفظ ''اسلام'' کے دونوں معانی کو بیان کرنے کے بعد اس بات کا جائزہ لینا آسان ہے کہ دینِ اسلام اور ادیانِ سابقہ کے درمیان کس طرح کا ربط وتعلق ہے۔ عام معنی یا اصولِ دین اور عقائد وایمانیات کے لحاظ سے ان کے درمیان گہرا اور مضبوط تعلق ہے' لیکن خاص معنیٰ ومفہوم کے اعتبار سے دینِ اسلام سابقہ تمام ادیان سے بالکل مختلف اور ممتاز ہے' کیونکہ عام معنی کے اعتبار سے ہر مذہب کے ماننے والے کو مسلم کہا جاسکتا ہے اور ہر مذہب پر اسلام کا اطلاق ہوسکتا ہے' لیکن خاص معنی ومفہوم کے اعتبار سے انہی لوگوں کو مسلمان کہا جاسکتا ہے جو محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوں' اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر دل وزبان دونوں سے ایمان رکھتے ہوں۔

دینِ اسلام ہی قابلِ عمل ہے

اس حقیقت کے باوجود کہ ہر زمانے میں ہر نبی کا پیش کردہ دین ہی اُس وقت کا دینِ اسلام تھا' جب آخر میں خاتم النبیین محمدؐ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو پچھلے سارے ادیان منسوخ ہوچکے۔ اب اگر کوئی اپنے آپ کو مسلم یا مسلمان ہونے کے لقب سے متصف رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے لائے ہوئے دینِ اسلام پر عمل پیرا ہو' کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد دینِ اسلام کہلانے کا مستحق دین صرف وہ ہے جو قرآن کریم اور حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہو' اور یہی اللہ کے نزدیک مقبول بھی ہے' اس کے سوا کوئی دین مقبول اور ذریعہ نجات نہیں۔ اس مضمون کو قرآن کریم کی کئی آیات میں مختلف عنوانات سے بیان

کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران)

''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہو اُس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا' اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

تفسیر طبری میں اس کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

"ومن يطلب دينا غير دين الاسلام ليدين به فلن يقبل الله منه" (۱۱)

''اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہو' تاکہ وہ اس کو دین کے طور پر اپنائے' تو اللہ تعالیٰ اس سے ہرگز قبول نہیں کرے گا۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ﴾ (آل عمران:۱۹)

''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔''

حدیث کی کتابوں میں بھی اس مضمون کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے کہ نجات پانے کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ پر ایمان لایا جائے' اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ حدیث کی مشہور کتاب مسلم شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((والّذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی أحد من هٰذه الأمة یهودیّ ولا نصرانی ثمّ یموت ولم یؤمن بالّذی أرسلت به الّا کان من أصحاب النّار)) (۱۲)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اس امت کا جو کوئی یہودی اور نصرانی میری نبوت و رسالت کو سنے گا' پھر اس کی موت آجائے درآنحالیکہ وہ اس پر ایمان نہ لائے جس کو میں لے کر آیا ہوں' تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

امام نوویؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس میں آپ ﷺ کی رسالت کے ذریعہ تمام (سابقہ) مذاہب کے منسوخ ہونے کی اطلاع ہے۔ نیز اس حدیث میں اگرچہ یہودیوں اور نصرانیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے' لیکن یہ ہر اُس شخص کے لیے عام ہے جو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے زمانے کو پائے گا' اور ان کو بطورِ خاص ذکر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو اہلِ کتاب ہیں' لہٰذا جو اہلِ کتاب نہیں ہیں' وہ بدرجۂ اولیٰ اس سے مراد ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وأما الحديث ففيه نسخ الملل كلّها برسالة نبينا ﷺ ...... وانما ذكر اليهوديّ والنّصرانيّ تنبيها على من سواهما وذلك لأن اليهود والنصارى لهم كتاب فاذا كان هٰذا شأنهم مع أن لهم كتابا فغيرهم ممن لا كتاب له أولىٰ " (۱۳)

علامہ آلوسی آیت کریمہ ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جو اُمت تھی' ان کے لیے شریعت تورات کے احکام تھی' اور حضرت عیسیٰؑ اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان جو اُمت رہی ہے' ان کے لیے انجیل کے احکام شریعت تھی' اور اب جو اُمت موجود ہے

(چاہے وہ اُمتِ مستجاب ہو یا اُمتِ دعوت ہو' جس میں تمام ہی غیر مسلم شامل ہیں) 'ان کے لیے شریعت صرف وہ احکام ہیں' جو قرآن کریم میں موجود ہیں' لہٰذا اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

" والأمة الّتی كانت من مبعث موسیٰ علیه الصّلاة والسّلام الیٰ مبعث عیسیٰ علیه السّلام ما فی التورٰة'والّتی كانت من مبعث عیسیٰ علیه السّلام الیٰ مبعث أحمد علیه الصلاة والسّلام شرعتهم ما فی الانجیل'وأما أنتم أیّها الموجودون فشرعتكم ما فی الفرقان 'لیس الّا فامنوا به واعملوا بمافیه" (١٤)

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد سابقہ تمام ادیان منسوخ العمل قرار پائے ہیں۔ اب جس شریعت پر عمل کرنا معتبر ہے وہ صرف اور صرف شریعت محمدی ہے' اس کے علاوہ کوئی بھی شریعت قابلِ عمل نہیں ہے۔

البتہ شریعت سابقہ کے بعض وہ احکام جن کے بارے میں قرآن کریم کی تائید پائی جاتی ہے' وہ ہمارے لیے بھی واجب العمل ہیں' تا آنکہ شریعت اسلامیہ میں ان کے متعلق نسخ کا دعویٰ کیا جائے۔ پھر یہ تائید چاہے اس معنی میں ہو کہ قرآن کریم یا احادیث مبارکہ میں اس بات کی صراحت کی گئی ہو کہ فلاں نبی کی امت کا یہ حکم ہمارے لیے واجب العمل ہے' یا اس طور پر ہو کہ قرآن کریم یا آپ ﷺ نے ان کے کسی حکم کی مدح یا تحسین فرمائی ہو اور اس کے نسخ کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہو۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع عثمانی لکھتے ہیں:

''فقہاء نے قرآن کریم کی اس آیت ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ﴾ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امت محمدیہ کے لیے صرف شریعت محمدی ہی کے احکام واجب العمل ہیں۔ پچھلی امتوں کو جو احکام دیے گئے تھے' وہ ہمارے لیے اس وقت تک واجب العمل نہیں ہیں جب تک قرآن وسنت سے اُن کی تائید نہ ہو جائے۔ پھر تائید کی ایک شکل تو یہ ہے کہ قرآن یا حدیث میں صراحتاً یہ فرمایا گیا ہو کہ فلاں نبی کی امت کا یہ حکم ہمارے لیے بھی واجب العمل ہے' اور دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم یا آنحضرت ﷺ کسی پچھلی امت کا کوئی حکم بطورِ تحسین ومدح بیان فرمائیں' اور اس کے بارے میں یہ نہ فرمائیں کہ یہ حکم ہمارے زمانے میں منسوخ ہوگیا ہے' اس سے بھی یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ حکم ہماری شریعت میں بھی جاری ہے۔''(۱۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوا کہ پچھلی شریعتوں میں جو احکامِ الٰہیہ نافذ تھے' جب تک قرآن یا وحی الٰہی نے ان کو منسوخ نہ کیا ہو' وہ بدستور باقی رہتے ہیں'...... جمہور علماء اسلام کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ پچھلی شریعتوں کے وہ احکام جن کو قرآن نے منسوخ نہ کیا ہو' وہ ہماری شریعت میں بھی نافذ العمل اور واجب الاتباع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آیات مذکورہ میں اہلِ تورات کو تورات کے مطابق اور اہلِ انجیل کو انجیل کے مطابق حکم دینے اور عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے' حالاں کہ یہ دونوں کتابیں اور ان کی شریعتیں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد منسوخ ہو چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تورات وانجیل کے جو احکام قرآن نے منسوخ نہیں کیے' وہ آج بھی واجب الاتباع ہیں''۔(۱۶)

اس بحث کے ضمن میں مفسرین کرام نے یہ تحقیق کی ہے کہ سابقہ شریعتوں کے جو احکام منسوخ نہیں ہوئے ہیں' وہ ہماری شریعت میں اس حیثیت سے معمول بہ نہیں ہیں کہ وہ سابقہ شریعتوں کے احکام ہیں' بلکہ اس حیثیت

سے قابلِ عمل ہیں کہ وہ ہماری شریعت کے احکام ہیں' جیسا کہ علامہ آلوسی الفاظِ قرآنی "شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا" کے تحت فرماتے ہیں:

" والتحقيق في هذا المقام انّا متعبدون بأحكام الشرائع الباقية من حيث أنّها أحكام شرعتنا لا من حيث أنّها شرعة للأولين" (۱۷)

''تحقیق بات یہ ہے کہ ہم سابقہ شریعتوں کے احکام کے مکلف اس حیثیت سے ہیں کہ وہ ہماری شریعت کے احکام ہیں' نہ کہ اس حیثیت سے کہ وہ پہلی شریعتوں کے احکام ہیں۔''

اس تحقیق کے بعد اس کے کوئی معنی نہیں رہتے کہ سابقہ شریعتوں کے احکام جو منسوخ نہیں ہوئے' ہمارے لیے قابلِ عمل ہیں کہ نہیں' کیوں کہ ایسی صورت میں وہ ہماری شریعت کے احکام ہیں' نہ کہ سابقہ شریعتوں کے حکام۔

فروعی احکام میں اختلاف کی حکمت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر زمانے میں ہر رسول کو الگ الگ شریعت کے ساتھ مبعوث کیا ہے' جس میں اختلاف کا ہونا فطری بات ہے' کیوں کہ ہر دور کے حالات دوسرے دور سے مختلف رہے ہیں' لہٰذا شریعت وقانون میں اختلافِ حالات کی پاسداری اور لحاظ رکھنا ضروری تھا' ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پوری انسانیت کو ایک ہی شریعت پر گامزن کرتا اور پوری انسانیت کو ایک ہی قوم اور ایک ہی ملت بنا دیتا' جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط﴾ (المائدة:٤٨)

''اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا' لیکن (ایسا نہیں کیا) تا کہ جو دین تم کو دیا ہے اس میں تم سب کا امتحان لے' پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو!''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا نہیں کیا' جس کی حکمت قرآن کریم نے خود بیان کی ہے' اور وہ یہ کہ بندوں کی آزمائش مقصود ہے کہ آیا وہ ان احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں جن کو اس وقت کا پیغمبر ان کے سامنے پیش کرے یا نہیں! چنانچہ مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ اختلافِ شرائع کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس کے لیے کچھ مشکل نہ تھا کہ تم سب کو ایک ہی امت ایک ہی ملت بنا دیتا' سب کی ایک ہی کتاب ایک ہی شریعت ہوتی' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لیے پسند نہیں کیا کہ لوگوں کی آزمائش مقصود تھی کہ کون لوگ ہیں جو عبادت کی حقیقت سے واقف ہو کر ہر وقت گوش بر آواز رہتے ہیں کہ جو حکم ملے اس کی تعمیل کریں' جو نئی کتاب یا شریعت آئے اس کا اتباع کریں۔''

شریعتوں میں اختلاف کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا کے ہر دور اور ہر طبقہ کے انسانوں کے مزاج وطبائع مختلف ہوتی ہیں' زمانہ کا اختلاف طبیعت انسانی پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے' اگر سب کے لیے فروعی احکام ایک ہی کر دیے جائیں تو انسان بڑی مشکل میں مبتلا ہو جائے' اس لیے حکمتِ الٰہیہ کا تقاضا یہ ہوا کہ ہر زمانہ اور ہر مزاج کے جذبات کی رعایت رکھ کر فروعی احکام میں مناسب تبدیلی کی جائے''۔ (۱۸)

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شریعتوں کے اختلاف پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”خدانے ہرامت کا آئین اور طریق کار اس کے احوال واستعداد کے مناسب جداگانہ رکھا ہے‘ اور باوجودیکہ تمام انبیاء اور ملل سماویہ اصولِ دین اور مقاصد کلیہ میں‘ جن پر نجاتِ ابدی کا دارومدار ہے‘ باہم متحد اور ایک دوسرے کے مصدق رہے ہیں‘ پھر بھی جزئیات اور فروع کے لحاظ سے ہر امت کو ان کے ماحول اور مخصوص استعداد کے موافق خاص خاص احکام وہدایات دی گئیں“۔ (۱۹)

بعض فروعی احکام میں اشتراک

ادیانِ سابقہ اور دین اسلام کے بارے میں یہ بات ذکر کی جاچکی ہے کہ یہ تمام مذاہب اصولیات‘ ایمانیات اور عقائد میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں‘ ہر شریعت میں ان کا تذکرہ بار بار ہوا ہے‘ اور فروعی احکام میں تمام مذاہب ایک دوسرے سے مختلف ہیں‘ لیکن کچھ فروعی احکام ایسے بھی ہیں کہ جن میں یہ ادیان باہم مشترک ہیں اور ہر مذہب میں ان پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم دی گئی ہے‘ بلکہ تاکیدی طور پر ان کے متعلق اُبھارا گیا ہے‘ اور وہ احکام سورۃ الانعام کی ان آیات میں مذکور ہیں:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾﴾

یعنی: شرک سے اجتناب کرنا‘ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا‘ تنگیٔ معاش کی وجہ سے قتل اولاد سے اجتناب کرنا‘ فواحش اور برائیوں سے دور رہنا‘ قتل انسانی سے اجتناب کرنا‘ یتیموں کے مال کی حفاظت کرنا‘ ناپ تول کو برابر رکھنا‘ عدل وانصاف کی بات کرنا‘ اللہ کے عہد کو پورا کرنا۔

اس آیت کریمہ میں توحید کے علاوہ آٹھ ایسے فروعی احکام ذکر کیے گئے ہیں‘ جن کی تعلیم نہ صرف قرآن کریم میں دی گئی ہے‘ بلکہ سابقہ ادیان میں بھی ان پر عمل کرنے کی دعوت دی گئی ہے‘ چنانچہ امام شوکانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے‘ یہ (نو احکام) تورات کی پہلی آیت تھی۔ آگے لکھتے ہیں کہ یہود کے نزدیک ان احکام کے تئیں بڑا ہی اہتمام تھا‘ زبور کے متبعین نے ان کو زبور کے آخر میں لکھ لیا تھا اور عیسائیوں نے انجیل کے شروع میں لکھ لیا تھا‘ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’ولليهود بهذا الوصايا عناية عظيمة وقد كتبها أهل الزّبور فى آخر زبورهم وأهل الانجيل فى أوّل انجيلهم وهى مكتوبة لوحين“ (۲۰)

یہ ایسے احکام ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر مذہب کا حصہ رہے ہیں‘ اور ان میں سے کوئی ایک حکم بھی منسوخ نہیں ہوا ہے۔ مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

کہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے جن محکمات کا ذکر کیا ہے وہ یہی احکام ہیں، جن پر تمام ادیان متفق ہیں اور یہ کبھی بھی منسوخ نہیں ہوئے ہیں۔ (۲۱)

الغرض یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سابقہ ادیان شریعتِ محمدیہ کے آنے کے بعد منسوخ العمل ہیں، اور یہ تمام شریعتیں اپنے متبعین کے لیے بھی قابلِ عمل نہیں ہیں، بلکہ ضروری ہے کہ وہ صرف اور صرف شریعتِ محمدی پر عمل پیرا ہوں۔ البتہ جہاں تک اصولیات، ایمانیات اور عقائد کی بات ہے، اس حد تک یہ تمام شریعتیں ایک ہی ہیں، ہر کتاب نے قدرِ مشترک کے طور پر ان امور کا تذکرہ کیا ہے، لیکن فروعی احکام میں ہر شریعت دوسری شریعت سے مختلف رہی ہے، اور ان ہی امور کی نسبت شریعتِ محمدیؐ ان کے لیے ناسخ ہے۔

حوالہ جات

(۱) وحید الزمان الکیرانوی: القاموس الوحید، کتب خانہ حسینیہ دیوبند، ۲۰۰۱ء، ج ۱، ص ۷۹۶۔

(۲) محمد بن مکرم ابن منظور: لسان العرب، بیروت، ج ۱۲، ص ۲۸۹، ایضاً، ابراہیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، ج ۱، ص ۴۴۶۔

(۳) اسماعیل بن عمر بن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ ۱۹۹۹ء، ج ۲، ص ۲۵۔

(۴) محمد شفیع عثمانی: معارف القرآن، مکتبہ مصطفائیہ دیوبند، ج ۲، ص ۱۰۶۔

(۵) ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی: الجامع لأحکام القرآن، قاہرہ ۱۹۶۴ء، ج ۱۶، ص ۱۰۔

(۶) محمد شفیع عثمانی: معارف القرآن، ربانی بک ڈپو دیوبند، ج ۷، ص ۶۷۸۔

(۷) ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی: الجامع لأحکام القرآن، قاہرہ ۱۹۶۴ء، ج ۶، ص ۶۳۔

(۸) محمد بن یوسف ابوحیان اندلسی: البحر المحیط، دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ، ج ۴، ص ۱۷۵۔

(۹) محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری: کتب خانہ رشیدیہ دہلی، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۱۲۔

(۱۰) محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری: کتاب الایمان، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ج ۱، ص ۶۔

(۱۱) ابوجعفر محمد بن جریر الطبری: جامع البیان فی تفسیر القرآن، مطبعہ میمنیہ، ج ۳، ص ۲۲۳۔

(۱۲) ابوالحسین مسلم بن الحجاج: صحیح مسلم، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا، ج ۱، ص ۸۶۔

(۱۳) ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی: المنہاج شرح صحیح مسلم، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ج ۱، ص ۸۶۔

(۱۴) شہاب الدین محمود بن عبداللہ: روح المعانی، مکتبہ مصطفائیہ دیوبند، ج ۴، ص ۱۵۳۔

(۱۵) محمد شفیع عثمانی: معارف القرآن، ربانی بک ڈپو دیوبند، ج ۷، ص ۳۸۷۔

(۱۶) محمد شفیع عثمانی: معارف القرآن، ربانی بک ڈپو دیوبند، ج ۳، ص ۱۶۴۔

(۱۷) شہاب الدین محمود بن عبداللہ: روح المعانی، مکتبہ مصطفائیہ دیوبند، ج ۴، ص ۱۵۴۔

(۱۸) محمد شفیع عثمانی: معارف القرآن، ربانی بک ڈپو دیوبند، ج ۳، ص ۱۶۴، ۱۶۳۔

(۱۹) محمود حسن دیوبندی: ترجمہ قرآن، تفسیر شبیر احمد عثمانی، ص ۱۵۴، حاشیہ ۵۔

(۲۰) محمد بن علی بن محمد الشوکانی: فتح القدیر الجامع بین الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، دار المعرفۃ بیروت، ج ۲، ص ۲۷۹۔

(۲۱) محمد شفیع عثمانی: معارف القرآن، مکتبہ مصطفائیہ دیوبند ہند، ج ۳، ص ۴۸۰۔